۱۲ شوّال المکرّم ۱۴۴۶ھ / 11 اپریل 2025ء

مری زندگی کا مقصد

ترے دیں کی سرفرازی

(مدارس کے نئے تعلیمی سال اور غزّہ کے ناگفتہ بہ حال کی مناسبت سے)

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان مرکزی دفتر جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری دروازہ لاہور

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com

مجلس علماء نظامیہ پاکستان Join our channel
مجلس علماء نظامیہ پاکستان Follow our Account
Jamia Nizamia Rizvia Like our Page
Jamia Nizamia Rizvia Like our Page
You Tube Jamia Nizamia Rizvia Subscribe our channel

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنۡ تَنۡصُرُوا اللّٰہَ یَنۡصُرۡکُمۡ وَیُثَبِّتۡ اَقۡدَامَکُمۡ ۔۔۔[محمد 7:47]

جو شخص اپنی منزل کو متعیّن کر کے یکسوئی کے ساتھ اُس کی طرف بڑھتا رہے تو وہ جلد یا دیر سے اُسے پالے گا، لیکن جسے معلوم ہی نہ ہو کہ جانا کہاں ہے! یا منزل تو معلوم ہو مگر اُس کا راستہ چھوڑ کر کسی اور جانب چل پڑے، وہ کبھی بھی اپنے مقام تک نہیں پہنچ سکتا۔

کبھی ہم بھی غور کریں کہ ہماری منزل کیا ہے؟ ہمارے شب و روز کس مقصد کے لیے گزر رہے ہیں؟ ہماری صلاحیتیں کس چیز کی طلب میں صَرف ہو رہی ہیں؟ تو اِس سوال کا جواب شاید زیادہ اچھا نہیں ہو گا...

- بعض افراد فقط وقت پاس کر رہے ہیں اور کوئی بڑا مقصد اُن کے پیشِ نظر نہیں، حالانکہ ایسی بے مقصد زندگی تو جانوروں کی ہوتی ہے۔
- متعدّد لوگ اپنے ذہنوں پر دولت جمع کرنے کا یا اپنا گھر بنانے کا بُھوت سوار کیے دن رات اِن کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔
- کوئی اعلیٰ عہدے پر فائز ہونے کا شوق دل میں لیے دن رات منصب حاصل کرنے کی خاطر نہ جانے کیا کچھ کر رہا ہے!

جو لوگ اپنی تمام تر توانائیاں ایسے مقاصد کے لیے استعمال کر رہے ہیں اُنھیں مرنے کے بعد اپنے کیے پر سخت افسوس ہو گا اور وہ آرزو کریں گے کہ کاش! ہم نے دُنیاوی تقاضوں کو اُتنی ہی اہمیت دی ہوتی جتنی اُن کی حیثیت تھی اور جتنا عرصہ ہم نے دنیا میں رہنا تھا۔ پھر ایسے لوگ کبھی بھی دل کا اطمینان نہیں پا سکتے؛ کیونکہ دولت کے پجاری کو سونے سے بھرا جنگل بھی مل جائے تو مزید کا لالچ رکھے گا اور عزت و منصب کا بھوکا بڑے سے بڑے عہدے پر پہنچ کر بھی اُس سے اعلیٰ کی تمنا میں رہے گا۔ یہی صورتِ حال باقی دُنیا پرستوں کی ہے۔

نہایت خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی رِضا اور اُس کے محبوبِ مکرّم ﷺ کی خوشنودی کے لیے دینِ اسلام کی خدمت و سربلندی کو زندگی کا مقصدِ اوّلین بنا کر اپنا وقت، صلاحیتیں اور مال و جان دینِ متین کے لیے صَرف کرتے ہیں۔ شاعر نے خوب کہا:

مری زندگی کا مقصد ترے دیں کی سرفرازی
میں اِسی لیے مسلماں میں اِسی لیے نمازی

یہ حضرات خوش نصیب یہ اُسی عظیم مقصد کے لیے اپنی زندگیاں گزارتے ہیں جس کی تکمیل کے لیے اللہ تعالیٰ نے کائنات کی سب سے اعلیٰ شان والی ہستیوں، یعنی انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ الصَّلَوٰتُ وَالتَّسۡلِیۡمَات کو مبعوث فرمایا۔

اللہ کریم کے دیے ہوئے دل و دماغ اور جسم و جاں پر، نیز اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئے پوری زمین پر دین کو سربلند اور نافذ کرنے کے لیے ہی قرآن و سنت میں جابجا علمِ دین سیکھنے، دین کی دعوت دینے اور راہِ خدا میں جہاد کرنے کا حکم فرمایا گیا ہے۔

افسوس کہ مجموعی طور پر اُمّتِ مسلمہ دین کی سرفرازی کے تمام ذرائع سے انتہائی غافل ہے... نہ علمِ دین کی طرف رُجحان ہے، نہ نیکی کی دعوت عام کرنے کا جذبہ ہے اور نہ ہی غزّہ کے رُلا دینے والے حالات کے باوُجود جہاد کا نام لینے کو تیار ہیں۔

آج کے خطبہ میں موجودہ حالات کے پیشِ نظر دین کی سرفرازی سے متعلق کچھ باتوں کا تذکرہ ہو گا، اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

خدمتِ دین... دونوں جہان کی سربلندی

اخلاص کے ساتھ دینِ متین کی خدمت کرنا وہ اِعزاز ہے جو ہر ایک کو نصیب نہیں ہوتا، بلکہ خالقِ کائنات یہ توفیق اپنے چیدہ وچُنیدہ بندوں کو عطا فرماتا ہے۔ پھر ربِّ کریم جس پر احسان فرماتے ہوئے خدمتِ دین کی سعادت سے نوازے اُسے اِس کی برکت سے دونوں جہان کی سربلندیاں عطا فرماتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ۔ یعنی "اے حبیب! آپ فرما دیجیے: فضل و کرم تو یقیناً اللہ ہی کے دستِ قدرت میں ہے، وہ جسے چاہتا ہے عطا فرما دیتا ہے اور اللہ وُسعت والا، علم والا ہے۔" مزید ارشاد فرمایا: یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ۔ "وہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ خاص کر لیتا ہے اور اللہ بڑے فضل واحسان والا ہے۔" [آل عمران 3:73، 74]

ہمیں بھی خدمتِ دین کا کوئی نہ کوئی ذریعہ اختیار کرنا چاہیے، اگر اِس کی توفیق نصیب ہے تو شاعر کا یہ پیغام ذہن نشین رکھنا چاہیے:

مَنَّتْ مَنِہْ کہ خِدْمَتِ سُلطاں ہمِی کُنِیْ
مَنَّتْ اَزُو شَناس کہ بَخِدْمَتْ بِدَاشْتَتْ

(سلطان کی نوکری کر کے یہ مت سمجھو کہ تم نے اُس پر کوئی احسان کیا ہے (اُسے تمہاری ضرورت نہیں تھی، اُس کی خدمت کے لیے بہت سے ترس رہے ہیں)، بلکہ یہ سمجھو کہ اُس نے تم پر احسان کرتے ہوئے تمہیں خدمت کا موقع دیا ہے)

خدمتِ دین پر نصرتِ الٰہی: خدمتِ دین کا سب سے بڑا انعام یہ ہے کہ اِس پر ربِّ کریم اپنی رِضا بھی عطا فرماتا ہے اور دونوں جہان میں اپنی مدد و نُصرت سے بھی نوازتا ہے۔

ارشادِ ربّانی ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ یَنْصُرْكُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ... "اے ایمان والو! اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد فرمائے گا اور تمہیں ثابت قدمی عطا فرمائے گا۔" [محمد 47:7] میدانِ جنگ میں بھی ڈٹے رہو گے، اسلام پر بھی استقامت نصیب ہو گی اور پُل صراط پر بھی قدم نہیں ڈگمگائیں گے۔ (خزائن العرفان، ملخصًا)

معمارِ جامعہ نظامیہ رضویہ، مفتیٔ اعظم پاکستان علامہ محمد عبد القیوم ہزاروی علیہ الرحمہ نے خود بھی عمر بھر دین کی خدمت کی اور دوسروں کو بھی اِس کی خوب تلقین فرماتے تھے۔ آپ کے فرمان کا مفہوم ہے: ایک شخص اگر کسی کے ہاں نوکری کرے اور سیٹھ اپنے ملازم کے کھانے، لباس و رہائش وغیرہ کی ذمہ داری لے لے تو ملازم اِن تمام چیزوں سے بے فکر ہو کر اپنا کام کرے گا۔ ایسے ہی جو شخص اللہ تعالیٰ کے دین کا نوکر بن جائے اُس کی تمام ضروریات باری تعالیٰ کے ذمۂ کرم پر ہوتی ہیں، اُسے چاہیے کہ اپنی تمام تر توجّہ دین کی خدمت پر مرکوز رکھے، ربِّ کریم اُسے کسی چیز کی کمی نہیں رہنے دے گا۔ (النظامیہ [مفتیٔ اعظم نمبر]، اگست 2018ء، ص: 126، 127)

حصول واشاعتِ علم کے ذریعے دین کی سر فرازی

جب یہ بات ذہن نشین ہوچکی کہ ہماری زندگی کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رِضا کے لیے دینِ اسلام کی سر فرازی ہونا چاہیے تو سوال پیدا ہوگا کہ ہم دین کی سربلندی کے لیے کیا کچھ کرسکتے ہیں؟ اِس کا جواب یہ ہے کہ خدمتِ دین کے مختلف ذرائع ہیں، ایک ذریعہ یہ بھی ہے کہ ہم علمِ دین حاصل کریں اور اُسے پھیلانے میں کردار ادا کریں۔

مقصدِ تخلیق: زمین وآسمان کی تخلیق اور انسانوں کی آفرینش میں پیدا فرمانے والے ربّ کی بے شمار حکمتیں اور مَصْلَحتیں ہیں، اُن میں غور کرنا ایمان ویقین میں اِضافہ کا ذریعہ بھی بنتا ہے اور یہ سوچنے کا موقع بھی فراہم کرتا ہے کہ ربِّ کریم نے مجھے جس حکمت کے تحت پیدا فرمایا کیا مَیں اُسے پورا کررہا ہوں یا نہیں!

مالکِ مہربان نے یہ سب کچھ کس حکمت کے تحت پیدا فرمایا؟ اِس حوالے سے ارشادِ ربّانی ہے: اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ؕ یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا۔ ”اللہ ہی ہے جس نے سات آسمانوں اور اِتنی ہی زمینوں کو پیدا فرمایا، ان کے درمیان اُس کا حکم نازل ہوتا ہے (سب جگہ اُسی کا حکم نافذ ہے)؛ تاکہ تم جان لو کہ بلاشبہ اللہ سب کچھ کرسکتا ہے اور بے شک اللہ کے علم نے ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے۔“ [الطلاق 12:65]

اِس آیتِ کریمہ کے مطابق زمین وآسمان کی پیدائش اور ہماری تخلیق کا مقصد ”علم“، خصوصًا ”علمِ توحید وصفات“ ہے۔ ایک دوسری آیتِ کریمہ کے مطابق انسانوں کی پیدائش عبادت کے لیے ہوئی ہے۔[1] چنانچہ علم اور عبادت... دونوں چیزیں ہمارا اصل مقصود ہیں اور افسوس کہ ہم دونوں سے ہی غافل ہیں۔ یعنی پوری زندگی یا زندگی کا بیشتر حصہ اُن کاموں میں گزار دیتے ہیں جن کے لیے پیدا ہی نہیں فرمایا گیا اور جن کے لیے آفرینش ہوئی اُن سے غافل رہ جاتے ہیں۔

کامل حج کا ثواب: قرآن وسنّت میں علمِ دین کے ایسے ایسے فضائل بیان فرمائے گئے ہیں جنھیں جان کر ایمان تازہ ہوجاتا ہے اور رحمتِ الٰہی دستگیری کرے تو علمِ دین حاصل کرنے کا جذبہ بھی نصیب ہوتا ہے۔

سیدنا ابو اُمامہ صُدَیّ بن عَجلان باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مُعلِّمِ کائنات ﷺ نے فرمایا: مَنْ غَدَا إِلَى الْمَسْجِدِ لَا یُرِیْدُ إِلَّا أَنْ یَّتَعَلَّمَ خَیْرًا أَوْ یُعَلِّمَهُ، كَانَ لَهُ كَأَجْرِ حَاجٍّ تَامًّا حِجَّتُهُ۔ یعنی ”جو مسلمان بھلائی سیکھنے یا سکھانے کی نیت سے مسجد میں جائے تو اللہ تعالیٰ اُسے کامل حج کرنے والے کی طرح اجر وثواب عطا فرماتا ہے۔“ (المعجم الکبیر، حدیث: 7473۔ صحّحه الحاكم فی المستدرك: 169/1، رقم: 311، وعلّقه الذهبیّ علی شرط مسلم، وقال الهیثمی فی مجمع الزوائد تحت الحدیث: 499: رِجَالُهُ مُوَثَّقُوْنَ كُلُّهُمْ)

---

[1] الذّٰریٰت 56:51

غیبی رِزق: علمِ دین مال و دَولت کے لیے نہیں، فقط رضائے الٰہی کے لیے حاصل کرنا چاہیے؛ کیونکہ دُنیاوی مفادات، مثلاً: دَولت، شہرت، منصب اور عزت وغیرہ کی خاطر علم سیکھنے والے کے لیے احادیثِ کریمہ میں سخت وعیدیں ارشاد فرمائی گئی ہیں.. مگر چونکہ ہمارے ذہنوں میں مادِیّت پَرستی راسخ ہو چکی ہے، اکثر لوگ بھاری تنخواہوں کے لیے ڈگریاں حاصل کرتے ہیں، ایسے حضرات کو یہ سمجھنا چاہیے کہ اچھی نیت سے علمِ دین حاصل کریں تو ربِّ تعالیٰ کی رِضا کے ساتھ ساتھ دُنیا کی دولت بھی مل جاتی ہے۔

روایت ہے: مَنْ تَفَقَّهَ فِيْ دِيْنِ اللهِ كَفَاهُ اللهُ مُهِمَّهٗ وَرَزَقَهٗ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ۔ "جو اللہ کے دین کو سمجھے / علمِ دین حاصل کرے، باری تعالیٰ اُس کے (دین و دُنیا کے) مقاصد میں کافی ہو گا اور اُسے وہاں سے رزق دے گا جہاں سے اُس کا گمان بھی نہیں۔"
(رواه الإمام الأعظم عن سيدنا عبد الله بن الحارث رضی الله عنه مرفوعًا: مسند الإمام الأعظم، كتاب العلم، رقم الحديث: 33۔ جامع بيان العلم وفضله للإمام ابن عبد البرّ، الحديث: 216، دار ابن الجوزی۔ تاريخ بغداد للخطيب، ج: 3، ص: 242، الرقم: 1272، دار الكتب العلمية۔ وهو مروی عن سيّدنا أنس رضی الله عنه أيضًا مرفوعًا: التدوين في أخبار قزوين للرافعي، ج: 3، ص: 261، دار الكتب العلمية۔ الملاحظة: في إسناده كلام، لكن تلقّته العلماءُ بالقبول)

کئی لوگ اپنے بچوں کو علمِ دین کے راستے پر اِس لیے نہیں چلاتے کہ "دین پڑھے گا تو کھائے گا کہاں سے؟" یہ حدیث اُن کی جاہلانہ سوچ کا ردّ کرتی ہے۔ پھر یہ بھی سوچنا چاہیے کہ کیا عصری تعلیم کی ڈگریاں لینے کے بعد رزق کی کوئی ضمانت ہے؟ اگر نہیں اور ہر گز نہیں؛ کیونکہ رزق اللہ کے دستِ قدرت میں ہے، وہ جسے چاہے جتنا چاہے عطا فرماتا ہے.. تو پھر رزق کی فکر میں علمِ دین سے محرومی کیوں؟

فرض علوم: علمِ دین میں مہارت حاصل کرنا اور باضابطہ طور پر کسی مدرسہ میں داخل ہو کر تربیت لینا ہر شخص پر لازم نہیں اور نہ ہی ہر ایک کے بس میں ہے، مگر یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ ہم دین کی تکمیل کے لیے جن چیزوں کے محتاج ہیں اُن کا علم حاصل کرنا ہر ایک پر فرض ہے۔ سب سے پہلے بنیادی اسلامی عقائد کا علم، پھر ارکانِ اسلام اور حلال و حرام کا علم، یوں ہی اُن اُمور کا علم جن کی وجہ سے انسان کافر ہو جاتا ہے، نیز اپنے شعبہ سے متعلق شرعی احکام کا علم اور دل سے متعلق ضروری احکام کا علم.... ہم زندگی کے کسی بھی شعبہ سے تعلّق رکھتے ہوں بہر حال اِن کا علم حاصل کرنے کے لیے وقت نکالنا ہو گا، ورنہ ایک فرض کو چھوڑنے کا گناہ ہمارے ذمّے ہو گا۔ (فتاوٰی رضویہ، ج: 23، ص: 623، 624، ملخصًا) اِس حوالے سے "فرض علوم سیکھیے!" نامی کتاب کا مطالعہ بھی مفید ہے۔[1]

بَرِّصغیر کے اکثر دینی مدارس و جامعات کا نیا تعلیمی سال شوّال المکرّم میں شروع ہوتا ہے۔ چنانچہ اِن دنوں ہزاروں مدارس میں نئے تعلیمی سال کی افتتاحی تقریبات ہو رہی ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ رِضائے الٰہی کی خاطر خدمتِ دینِ متین کے لیے خود بھی علم حاصل کریں اور اپنے گھر کے کم از کم ایک بچے کو اہلِ سنّت کے کسی اچھے ادارے میں بھیج کر علمِ دین کے زیور سے آراستہ کریں۔ اللہ کریم نے چاہا تو اِس عمل کی برکت سے ہماری دُنیا و آخرت سنور جائے گی۔

---

[1] اِس کتاب کو مکتبۃ المدینہ نے شائع کیا ہے اور اِسے بلا معاوضہ پی۔ڈی۔ایف میں بھی ڈاؤن لوڈ کیا جا سکتا ہے۔

جہاد کے ذریعے دین کی سر فرازی

جہاں علمِ دین سیکھنا اور اُسے پھیلانا خدمتِ دین کا ایک اہم ذریعہ ہے وہاں ربّ کی زمین پر ربّ کا دین نافذ کرنے کے لیے جہاد کرنا بھی خدمتِ دینِ متین کا ایک اہم واسطہ ہے۔ ربِّ ذوالجلال کو اپنا دین غالب کرنے کے لیے مخلوق میں سے کسی کی بھی حاجت نہیں، وہ چاہے تو فرشتوں، ابابیلوں اور دیگر مخلوقات کے ذریعے بھی اپنا حکم پورا کرواسکتا ہے، تاہم اُس نے مسلمانوں کو نوازنے کے لیے اُنھیں حکم دیا ہے کہ وہ دین کی سربلندی کے لیے جہاد کریں۔

اسلامی جہاد کا طریقہ: اسلامی جہاد کا طریقہ کار یہ ہے کہ مسلمان دُنیا بھر کے کفار کو اللہ تعالیٰ کے دین کی دعوت دیں، جو کافر اسلام قبول کرلیں اُنھیں عزت و تکریم حاصل ہوگی، اگر اسلام قبول نہ کریں تو اُنھیں مسلمانوں کی ریاست میں جزیہ / ٹیکس ادا کر کے رہنے کی پیشکش کریں، اِسے قبول کرلیں تو اُنھیں مسلمانوں کی طرح مکمل عدل وانصاف دیا جائے گا، یہ بھی نہ مانیں تو پھر اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کی زمین سے فتنہ وفساد کو ختم کرنے اور اسلامی نظام کو نافذ کرنے کے لیے اُن سے جہاد کریں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ۔ "اور اُن (کفار) سے جہاد کرو یہاں تک کہ کوئی فتنہ / فساد باقی نہ رہے اور سارا دین اللہ ہی کا ہو جائے۔" [الانفال 8:39]

فضائل: قرآن وسنت میں جہاد کے بے شمار فضائل بیان ہوئے ہیں۔ پروَردۂ آغوشِ نُبوت سیدنا انَس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَغَدْوَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا۔[1] اِس کے دو مفہوم ہوسکتے ہیں:

i. "دن کے ابتدائی یا آخری حصّے میں ایک مرتبہ راہِ خدا میں نکلنے کا ثواب دُنیا کی تمام نعمتوں سے بہتر ہے۔"

ii. "اگر کسی کو پوری دُنیا مل جائے اور وہ اُسے راہِ خدا میں خرچ کر دے، دوسری طرف کوئی مسلمان دن کے ابتدائی یا آخری حصے میں ایک مرتبہ جہاد کے لیے نکلے تو اِس کا اِنعام پوری دُنیا خرچ کرنے والے کے اجر سے زیادہ ہوگا۔" (صحیح بخاری، حدیث: 2792)

جذباتِ جہاد: جہاد سے متعلق ربِّ کریم کے دل نواز ارشادات اور سرکارِ دوعالَم ﷺ کے رُوح پرور فرامین مسلمان کا جذبہ آسمان کی بلندیوں سے بھی اُونچا کر دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پوری دُنیا میں اسلام کا جھنڈا لہرانے والے دورِ فاروقی کے مجاہدین کے جذبات ایسے تھے کہ اپنے تو اپنے رہے، بیگانے بھی اُن کے جذبۂ جہاد کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں۔

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جب مسلم افواج رُومیوں سے جہاد کر رہی تھیں اور رُومی فوجیں مسلسل پسپا

---

[1] وَالْمَعْنٰى فَضْلُ الْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِنْ نِعَمِ الدُّنْيَا كُلِّهَا ... وَمُحْتَمَلٌ أَنَّ الْمُرَادَ أَنَّ هٰذَا الْقَدْرَ مِنَ الثَّوَابِ خَيْرٌ مِّنَ الثَّوَابِ الَّذِيْ يَحْصُلُ لِمَنْ لَوْ حَصَلَتْ لَهُ الدُّنْيَا وَأَنْفَقَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ (مرقاۃ المفاتیح، تحت الحدیث: 3792)

ہو رہی تھیں تو شاہِ روم نے ایک خط میں مقامی حاکم پر برہمی کا اِظہار کیا اور ڈانٹ پلائی۔ اُس کمانڈر نے جوابی خط میں لکھا: وَاللّٰہِ إِنَّهُمْ عَلٰى قِلَّتِهِمْ وَضُعْفِهِمْ أَقْوٰى وَأَشَدُّ مِنَّا عَلٰى كَثْرَتِنَا وَقُوَّتِنَا، إِنَّ الرَّجُلَ الْوَاحِدَ مِنْهُمْ لَيَعْدِلُ مِائَةَ رَجُلٍ مِنَّا۔ یعنی ہماری تعداد کثیر ہے اور ہمارے پاس جنگی طاقت بھی زیادہ ہے، جب کہ مسلم افواج کی تعداد تھوڑی ہے اور اُن کے پاس اسلحہ بھی کم ہے، لیکن اللہ کی قسم! وہ ہم سے زیادہ طاقت وَر اور مضبوط ہیں، محمدِ عربی کا ایک سپاہی ہمارے ایک سو فوجیوں کے برابر ہے۔

پھر اُس نے وجہ بیان کرتے ہوئے مجاہدین اور اپنی فوج کا تقابل پیش کیا۔ اُس نے لکھا:

❖ وَذٰلِكَ أَنَّهُمْ قَوْمٌ اَلْمَوْتُ أَحَبُّ إِلٰى أَحَدِهِمْ مِنَ الْحَيَاةِ، يُقَاتِلُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ وَهُوَ مُسْتَقْتِلٌ، يَتَمَنّٰى أَنْ لَا يَرْجِعَ إِلٰى أَهْلِهٖ وَلَا بَلَدِهٖ وَلَا وَلَدِهٖ۔۔۔[1] مسلمان زندگی سے زیادہ شہادت سے پیار کرتے ہیں، اُن میں سے ہر ایک جان دینے کے لیے لڑتا ہے اور ہر ایک کی آرزو ہوتی ہے کہ وہ اپنے وطن اور بیوی بچوں کے پاس واپس نہ جائے، بلکہ یہیں جامِ شہادت نوش کرے!

❖ وَنَحْنُ قَوْمٌ نَكْرَهُ الْمَوْتَ وَنُحِبُّ الْحَيَاةَ وَلَذَّتَهَا۔۔۔ یعنی اِس کے برعکس ہمارا حال یہ ہے کہ ہم موت سے ڈرتے ہیں، زندگی اور اُس کی عیش و عشرت کے بھوکے ہیں۔

❖ فَكَيْفَ نَسْتَقِيمُ نَحْنُ وَهٰؤُلَاءِ! وَكَيْفَ صَبَرْنَا مَعَهُمْ! یعنی جب دونوں فوجوں کے جذبات میں زمین آسمان کا فرق ہے تو ہم جیسے بُزدل ایسے شیروں کا مقابلہ کیسے کر سکتے ہیں! (فتوح مصر والمغرب، ابو القاسم عبد الرحمن مصری، ص:94، مکتبۃ الثقافۃ الدینیۃ)

یوں ہی ہر دَور میں مجاہدینِ اسلام کے جذبات عالی شان اور کارنامے لائقِ تقلید رہے ہیں؛ اِسی لیے تو شاعرِ مشرق کہتے تھے:

کبھی اے نوجواں مسلم! تدبُّر بھی کیا تُو نے
وہ کیا گردُوں تھا، تُو جس کا ہے اِک ٹوٹا ہوا تارا[2]

مجاہدینِ حمّاس: اِس وقت غزّہ کے جن مجاہدین نے مسجدِ اقصیٰ سے ظالم یہودیوں کی نجاست کو دُور کرنے کے لیے بزرگوں کے حسین جذبات کی یاد تازہ کر دی ہے اُن کی تنظیم کا نام حمّاس ہے۔ حمّاس کی بنیاد 1987ء میں عظیم عالمِ ورُوحانی پیشوا پیرِ طریقت ابو محمد حافظ احمد یاسین شہید علیہ الرحمہ نے رکھی تھی۔ 07 اکتوبر 2023ء کو حمّاس نے اسرائیل کے خلاف طوفان الاقصیٰ آپریشن کیا، اُس کے بعد تقریباً ڈیڑھ سال سے اسرائیلی درندوں نے غزّہ پر ظلم کے پہاڑ توڑے ہیں، مگر مجاہدینِ حماس ابھی تک اپنے موقف پر ڈٹے ہوئے ہیں۔ اُن کا جذبہ دیکھ کر سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا روایت کردہ ارشادِ نبوی یاد آتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

[1] وَيَرَوْنَ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا عَظِيمًا فِيمَنْ قَتَلُوا مِنَّا، وَيَقُولُونَ: إِنَّهُمْ إِنْ قُتِلُوا دَخَلُوا الْجَنَّةَ، وَلَيْسَ لَهُمْ رَغْبَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلَا لَذَّةٌ إِلَّا قَدْرَ بُلْغَةِ الْعَيْشِ مِنَ الطَّعَامِ وَاللِّبَاسِ۔۔

[2] گردُوں: آسمان۔ یعنی اے مسلم نوجوان! کبھی تُو نے غور و فکر کیا ہے کہ تُو کس عظیم الشان آسمان کا ٹوٹا ہوا ایک ستارا ہے!

لَا تَزَالُ عِصَابَةٌ مِّنْ أُمَّتِيْ يُقَاتِلُوْنَ عَلٰى أَبْوَابِ دِمَشْقَ وَمَا حَوْلَهٗ وَعَلٰى أَبْوَابِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ وَمَا حَوْلَهٗ، لَا يَضُرُّهُمْ خِذْلَانُ مَنْ خَذَلَهُمْ، ظَاهِرِيْنَ عَلَى الْحَقِّ إِلٰى أَنْ تَقُوْمَ السَّاعَةُ۔ یعنی "میری اُمّت کی ایک جماعت (شام کے شہر) دِمشق کے دروازوں اور اُس کے اِرد گرد، نیز بیت المقدس کے دروازوں اور اُس کے آس پاس جہاد کرتی رہے گی، اُن کی مدد نہ کرنے والوں کے ترکِ تعاون سے اُنھیں کوئی نقصان نہیں ہو گا، وہ قیامت کے قریب تک حق پر قائم رہتے ہوئے دشمنوں پر غالب رہیں گے۔"

(مسند أبي يعلى، رقم الحديث: 6417۔ قال الهيثمي في مجمع الزوائد تحت الحديث: 16662: رجاله ثقات)

حمّاس کا ایک خوب صورت جملہ ہے: وَإِنَّهٗ لَجِهَادٌ: نَصْرٌ أَوِ اسْتِشْهَادٌ۔ آسان الفاظ میں اِس کا مفہوم یہ ہے کہ ہم راہِ خدا کے مجاہد ہیں یا تو ربّ تعالیٰ کی مدد سے فتح ملے گی یا جامِ شہادت پی کر بارگاہِ الٰہی میں سُرخرو ہو جائیں گے۔

حماس والے مجاہد یا دہشت گرد؟ یہودی ایجنٹ سادہ لوح مسلمانوں کو غلط فہمی میں ڈالتے ہیں کہ اسرائیلی ظلم قابلِ مذمّت ہے تو اُس کی بنیاد حمّاس کی دہشت گردی ہے، حمّاس نے طوفانِ اقصیٰ آپریشن نہ کیا ہوتا تو یہ نَوبت نہ آتی۔

اگر ہم مسلمان ہونے کے ناطے قرآن و سنت کی روشنی میں غور کریں تو اِس اشکال کا جواب بہت آسان ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولِ مکرّم ﷺ نے جہاد کو فرض قرار دیا ہے، خصوصًا جب کہ یہودی مسجدِ اقصیٰ اور دیگر علاقوں کو چھین کر گریٹر اسرائیل بنانے کا خواب دیکھ رہے ہیں، بلکہ عملی طور پر 1948ء کے بعد سے اپنا ناجائز قبضہ بڑھاتے جا رہے ہیں، دوسری طرف مسلم حکمران یہودیوں کے ہاتھوں میں کھیل رہے ہیں اور یکے بعد دیگرے "ناجائز ظالم ریاست: اسرائیل" کو تسلیم کر رہے ہیں، تو اِن حالات میں حمّاس کے مجاہدین نے طوفان الاقصیٰ آپریشن کے نام سے جہاد کر کے کوئی جُرم نہیں کیا، بلکہ پوری اُمّت کا قرض چکایا ہے... اب اُن کی پُشت پناہی کرنا اور اُنھیں یہودیوں کے ظلم سے بچانا پوری اُمّت پر فرض اور قرض ہے۔

اگر اسلامی ہمدردی سے ہٹ کر سوچیں تو بھی حمّاس کا طوفان الاقصیٰ آپریشن بلاجواز نہیں تھا؛ کیونکہ یہ آپریشن اچانک نہیں ہوا، اِس کے پیچھے ظلم کی ایک طویل تاریخ ہے، فلسطینیوں کی زمینوں پر ناجائز قبضہ کر کے اسرائیل قائم ہوا اور تسلسل کے ساتھ وہ اپنے قبضے کو بڑھا رہے ہیں، جسے اقوامِ متحدہ اور انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹس بھی ناجائز قرار دے چکے ہیں... تو حمّاس کا طوفان الاقصیٰ آپریشن دہشت گردی نہیں تھا، بلکہ یہ گھر کے مالکوں نے ڈاکوؤں کو اپنے گھر سے بھگانے کے لیے دِفاعی کارروائی کی تھی۔

ترکِ جہاد کا انجام: اِس وقت اُمّتِ مسلمہ جس بے حسّی و دُنیا پرستی میں مبتلا ہے اور جس طرح جہاد سے غافل ہے اِس کے خطرناک انجام سے ہم سب کو ڈرنا چاہیے۔ جہاد کو چھوڑنے پر بھی ذِلّت و رُسوائی کی وعید ہے اور مسلمانوں کو ظالموں کے ہاتھوں میں بے یار و مددگار چھوڑنے پر بھی... یہود و نصاریٰ کو دوست بنانے پر اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کی سخت ناراضی ہوتی ہے اور باہمی انتشار و افتراق پر بھی... اور مجموعی طور پر اُمّتِ مسلمہ اِن تمام جرائم میں مبتلا ہے۔

حرفِ آخر: علم و جہاد... سر فرازی کی بنیاد

جن بد نصیبوں کا عقیدہ یہ ہے کہ "موت کے بعد کوئی زندگی نہیں، بس یہی دُنیا کی ہی زندگی ہے، یہاں جو موج کرنی ہے کر لو"... وہ اگر دُنیا پرستی میں اپنا سارا وقت ضائع کریں تو اِس میں حیرانی والی بات نہیں؛ کیونکہ اُنھیں مرنے کے بعد اُٹھنے کا یقین ہی نہیں ہے، لیکن وہ مسلمان جس کا نظریہ ہے کہ دُنیا کی زندگی چند روزہ ہے، پھر موت کے بعد وہ زندگی ہے جو کبھی ختم نہیں ہوگی... اگر اِس عقیدے والے بندے کا مقصدِ زندگی دُنیا حاصل کرنا ہو تو بہت زیادہ حیرت کی بات ہے۔ جب یہ بندہ سمجھتا ہے کہ دائمی زندگی آخرت کی زندگی ہے تو اِسے چاہیے کہ دُنیا کو مقصود بنانے کے بجائے اُسے آخرت کی تیاری کا ذریعہ بنائے اور مالکِ کریم کو راضی کرنے کے لیے یہ پیشِ نظر رکھے:

مری زندگی کا مقصد ترے دیں کی سر فرازی　　میں اِسی لیے مسلماں میں اِسی لیے نمازی

دین کی سر فرازی و سربلندی کے لیے دو چیزیں بہت اہم ہیں: 1) علم دین حاصل کرنا اور اُسے پھیلانا۔ 2) راہِ خدا میں جہاد کرنا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ۔ "یقیناً ہم نے اپنے رسولوں کو روشن دلائل کے ساتھ بھیجا اور اُن کے ساتھ کتاب اور عدل کی ترازو نازل فرمائی؛ تاکہ لوگ عدل و انصاف پر قائم ہوں اور ہم نے لوہا اُتارا جن میں سخت قوّت ہے (اِس سے جنگی آلات بنتے ہیں) اور لوگوں کے لیے دیگر فوائد ہیں (صنعتوں اور پیشوں میں کام آتا ہے)۔"

آیتِ کریمہ میں ایک ساتھ کتاب اور لوہے کا ذکر فرمایا، کتاب علم کا ذریعہ ہے اور لوہا جہاد کا ذریعہ ہے۔ اِس کے بعد ارشاد فرمایا: وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ۔ یعنی "تاکہ اللہ ظاہر فرمادے جو (اللہ کو) دیکھے بغیر اللہ (کے دین) کی اور اُس کے رسولوں کی مدد کرتا ہے، بے شک اللہ بہت قوّت والا بے حد غالب ہے (وہ کسی کی مدد کا محتاج نہیں ہے)۔" [الحدید 25:57]

صحابہ کرام علیہم الرضوان سے لے کر عصر حاضر تک... ہر دَور میں بزرگانِ دین نے علم اور جہاد کو ساتھ ساتھ رکھا ہے۔ تاریخ میں ایسے بے شمار علماء و مشائخ کا تذکرہ ملتا ہے جو دین سکھاتے تھے، پڑھاتے تھے، کتابیں لکھتے تھے، پھر وقت آنے پر میدانِ جہاد میں بھی پیش پیش ہوتے تھے۔ افسوس کہ ہم لوگوں نے علم کا راستہ بھی چھوڑ دیا ہے اور راہِ جہاد کا تو نام لینے سے بھی مسلم حکمران ڈرتے ہیں۔

اِن دنوں دینی مدارس کے نئے تعلیمی سال کا آغاز ہو رہا ہے، دوسری طرف غزہ میں مسلمانوں پر ظلم کی ناگفتہ بہ صورتِ حال خون کے آنسو رُلاتی ہے۔ اِسی مناسبت سے خطبہ میں دونوں پہلوؤں پر کچھ کلام ہوا۔ علمِ دین کے حوالے سے چند اہم نکات یہ ہیں:

1) علمِ دین کے لیے کسی دینی مدرسہ میں داخل ہونا ہر ایک پر لازم نہیں، تاہم حصولِ علم کے دیگر ممکنہ ذرائع کو تو اختیار کرنا چاہیے، مثلاً: ذاتی طور پر کسی صحیح العقیدہ اُستاذ سے سیکھیں، علمائے حق کی کتابوں کا مطالعہ کریں اور اُن کے بیانات سنیں، نیز جو معلوم نہ ہو اُس سے متعلق کسی عالمِ دین سے پوچھنے کی عادت ڈالیں۔

2) رضائے اِلٰہی کی خاطر اپنے گھر کے افراد میں سے کم از کم ایک کو علمِ دین حاصل کرنے کے لیے اہلِ سنت کے کسی ادارے میں داخل کروائیں؛ تاکہ وہ اُس پر عمل کرکے اپنی دُنیا وآخرت سنوارے اور ہمیں سکھا کر ہماری مغفرت کا ذریعہ بھی بنے۔

3) اسلام کا پیغام عام کرنے کے لیے دینی مدارس اور اِن سے وابستہ افراد نے ہمیشہ نمایاں کردار ادا کیا ہے، ہمیں چاہیے کہ اہلِ سنّت کے مدارس سے اپنا تعلّق پختہ کریں... اُن سے بھرپور مالی تعاون کریں، نیز مدارس کی ترقّی کے لیے اپنا وقت اور خدمات پیش کریں۔

4) دینی تقریبات، مثلاً! بزرگانِ دین کے اعراسِ مبارکہ، اعزّہ واَقارِب کے ختمِ قُل، چہلم شریف اور محافلِ میلاد النبی ﷺ وغیرہ کو علمِ دین پھیلانے کا ذریعہ بنانا چاہیے۔ چنانچہ اِن میں لنگر شریف کا ایک معقول حصہ دینی اداروں میں بھی بھیجنا چاہیے۔ نیز مستند علما کے خطابات کا اہتمام کرنا چاہیے، جن میں عقائد واعمال کی اصلاح کا درس ہو اور "علمی لنگر" (کتب ورسائل) کا انتظام بھی ہونا چاہیے۔

غزہ میں ہونے والے اسرائیلی مظالم سے متعلق بھی چند باتیں پیشِ نظر رکھنا نہایت ضروری ہے:

1) مسلم حکمرانوں، مسلّح افواج اور دیگر صاحبِ قدرت مسلمانوں پر فرض ہے کہ سفارتی ذرائع استعمال کرنے کے ساتھ ساتھ طاقت کا بھی استعمال کریں اور غزّہ کے مسلمانوں کو ظلم سے نجات دلائیں۔ (ملاحظہ کریں: مجلہ النظامیہ، دسمبر 2023ء، ص:42تا48[1]) یہ عملی جہاد ہے۔ یہودیوں کی بے باکی فقط اِس لیے ہے کہ اُنھیں مجاہدین تنہا نظر آتے ہیں، ورنہ اُنھیں اپنے کیمپوں سے نکلنے کی بھی جرأت نہ ہو؛ کیونکہ یہودی ڈرپوک قوم ہیں اور اُن پر موت کا خوف سوار رہتا ہے۔ (دیکھیے: البقرۃ، آیت:96 اور الحشر، آیت:14، 15)

2) ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ جذبۂ جہاد کو بیدار کرنے اور اسلام کی سربلندی ونفاذ کے لیے اپنی بساط کے مطابق کوشش کریں۔

3) اربابِ خیر کا فریضہ ہے کہ اہلِ غزّہ سے مالی تعاوُن کریں۔ اِس کے لیے فیضان گلوبل ریلیف فاؤنڈیشن (FGRF) بہترین ذریعہ ہے۔

4) تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ یہودیوں اور اُن کی مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کریں۔ یہ معاشی جہاد ہے۔ ہم حکمرانوں کو تو بہت کوستے ہیں کہ وہ فلسطینیوں کے لیے کچھ نہیں کررہے اور اپنی غیرت کا حال یہ ہے کہ یہودیوں کی بوتلیں اور برگر بھی نہیں چھوڑ سکتے!

5) دُعا مسلمان کا ہتھیار ہے۔ چنانچہ کثرت کے ساتھ گڑگڑا کر ربِّ کریم کے حضور اہلِ غزہ کی سرفرازی کے لیے دُعائیں کرنی چاہییں۔ یہ جہاد باللّسان کی ایک صورت ہے۔

شرعی مسئلہ: مسلمان اپنے دین کی تکمیل کے لیے جن چیزوں کا محتاج ہے اُن کا علم حاصل کرنا اُس پر فرضِ عین ہے۔ اِس حوالے سے مصروفیت وغیرہ کا کوئی بہانہ قابلِ قبول نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص فرض علوم بھی حاصل نہیں کرتا تو وہ سخت گناہ گار ہے۔ ہمیں چاہیے کہ کم از کم بنیادی عقائد، ارکانِ اسلام، حلال وحرام، کفر تک لے جانے والے اُمور اور دل سے متعلق اہم باتیں (اخلاص، توکّل اور عاجزی وغیرہ) سیکھنے کا ضرور اور فوری اہتمام کریں۔

---

[1] النظامیہ کے 2000ء سے 2025ء تک کے تمام شمارہ جات اِس ویب سائٹ پر ملاحظہ کیے جاسکتے ہیں: https://majallaalnizamia.vercel.app/

اللہ تعالیٰ امام الانبیا ﷺ کے صدقے ہمیں دین کی سر فرازی کو اپنا مقصدِ زندگی بنانے کی توفیق عطا فرمائے اور اِس کی خاطر علمِ دین سیکھنے اور اُسے پھیلانے کی سعادت سے بہرہ مند فرمائے۔

ربِّ کریم اُمّت میں دینی غیرت بیدار فرمائے! مظلوموں کی غیبی تائید و نصرت فرمائے، خصوصًا اہلِ غزہ کو اِعانت سے نوازے! مجاہدینِ حمّاس کو سُرخرو فرمائے اور اہلِ غزّہ کو اُن کے وطن سے بے دخل کرنے کے خواہشمند امریکہ، اسرائیل اور اُن کے تمام اتحادیوں کو ذلیل و رسوا کرے!

مالکِ کریم پاکستان کو ہر طرح کے مصائب سے محفوظ رکھے اور حکمرانوں کو دین کا خیر خواہ اور عوام کا خدمت گزار بنائے!

آمین بجاہ النبیِّ الکریم ﷺ!